Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 4 Issue 2 (July-December, 2024)

ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)

Published:
November 22, 2024

A Research Study of Sufism, Types and Terms of Sufism in the Light of Islam

تصوف، تصوف کی اقسام اور اصطلاحات کا اسلام کی روشنی میں تحقیقی مطالعہ

Dr. Muhammad Qasim
Assistant Professor, Department of Islamic Studies
Riphah International University, Faisalabad Campus
E-mail: m.qasim2937@gmail.com

Abstract:

Linguists and researchers have had a disagreement in the literal discussion of the word "Sufi" and "Sufi". Because this word does not exist in the Qur'an and Sahih Sita, and this word does not exist in the ancient dictionaries of the Arabic language. Therefore, scholars and researchers of all eras kept showing different opinions and ideas about this. All scholars whether they belong to Islam or other religions. They give different interpretations of the word Sufism in their own place. It is clear that this name is like a title. Sometimes it is inferred from the word Suf. Because in the Arabic language, when someone wears a Suf dress, they say the word Sufism for him. Just as the word "Taqams" is spoken for shirt, so this word may be a reason for the derivation of Suf, Sufism. But the typical dress of these people was not couch. However, they often wore this. However, millions of saints and mystics are called Sufis and these are the people who come under Sufism.

Keywords: Sufism, Types of Sufism, Terms of Sufism, In the Light of Islam

تمہید:

لفظ "تصوف" اور "صوفی" کی لغوی بحث میں ماہرین لسانیات، محققین کا ہر دور میں اختلاف رہا ہے۔ چونکہ قرآن اور صحاح ستہ میں یہ لفظ موجود نہیں اور عربی زبان کی قدیم لغات میں اس لفظ کا وجود نہیں۔ اس لیے ہر دور کے علماء اور محققین اس بارے میں مختلف آراء اور خیالات ظاہر کرتے رہے۔ تمام علماء کرام خواہ ان کا تعلق اسلام سے ہو یا دیگر ادیان سے۔ وہ اپنی اپنی جگہ لفظ تصوف کی مختلف معنی و تشریح پیش کرتے ہیں۔ واضح امر تو یہی ہے کہ یہ نام لقب کی طرح ہے۔ بعض اوقات اس کو لفظ صوف سے قیاس کیا جاتا ہے۔ کیونکہ عربی زبان میں جب کوئی صوف کا لباس پہنے تو اس کے لیے تصوف کا لفظ بولتے ہیں۔ جس طرح قمیص کے لیے "تقمص" کا لفظ بولا جاتا ہے تو اس طرح یہ لفظ صوف، تصوف کے اشتقاق

CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 4 Issue 2 (July-December, 2024)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: November 22, 2024

کی ایک وجہ ہو سکتی ہے۔ مگر ان لوگوں کا مخصوص لباس صوف نہ تھا۔ البتہ اکثر یہی پہنا کرتے تھے۔ بہر حال اولیاء کاملین اور عرفاء محققین کا نام صوفی ہے اور یہی لوگ تصوف کی مد میں آتے ہیں۔

تصوف کی لغوی تعریف:

صوف کا لباس پہننا، پشمینہ پہننا، اون کا لبادہ اوڑھنا، باطن کو صاف کرنا۔[1]

قرآن میں صوف کا استعمال:

﴿وَاللّٰهُ جَعَلَ لَـكُم مِّن بُيُوتِكُم سَكَنًا وَّجَعَلَ لَـكُم مِّن جُلُودِ الاَنعَامِ بُيُوتًا تَستَخِفُّونَهَا يَومَ ظَعنِكُم وَيَومَ اِقَامَتِكُم وَمِن اَصوَافِهَا وَاَوبَارِهَا وَاَشعَارِهَا اَثَاثًا وَّمَتَاعًا اِلٰى حِينٍ﴾[2]

ترجمہ: اور اللہ نے تمہارے گھروں کو تمہارے لیے سکون کی جگہ بنایا ہے اور اس نے جانوروں کی کھالوں سے تمہارے لیے ایسے گھر بنائے جنہیں تم سفر کے دن اور حضر کے دن ہلکا محسوس کرتے ہو۔ اور ان کی اون اور پشم اور بالوں سے گھر کا سامان اور ایک مدت کے لیے استعمال کی چیزیں بنائیں۔

احادیث میں صوف کا استعمال:

((علیہ جبہ صوف۔ جبہ من صوف))[3]

ترجمہ: ان پر صوف کا جبہ تھا۔ جو خالص اون سے بنا تھا۔

ابن ماجہ شریف میں ہے کہ:

((لبس رسول اللہ ﷺ الصوف))[4]

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے صوف کا لباس پہنا۔

ایک مرتبہ آپ ﷺ اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ مکہ و مدینہ کے درمیان ایک وادی ہر شا سے گزرے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ:

((کانی انظر الی یونس علیہ السلام علی ناق حمر آء علیہ جبۃ صوف خطام ناقتہ لیف خلبۃ مارا بھذا الوادی ملبیا))[5]

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 4 Issue 2 (July-December, 2024)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: November 22, 2024

ترجمہ: گویا میں دیکھ رہا ہوں۔ یونسؑ کو ایک سرخ اونٹنی پر ایک جبہ پہنے ہوئے اور ان کی اونٹنی کی نکیل کھجور کی چھال کی ہے۔ اس وادی میں لبیک کہتے ہوئے جا رہے ہیں۔

معنوی اعتبار سے تصوف لباس اون ہے۔ لہذا لباس جس طرح پورے جسم کو ڈھانپ لیتا ہے۔ بعینہ اسلام میں پورے کے پورے داخل ہونے کا نام تصوف ہے۔

تصوف میں صوفی خالص اللہ تعالیٰ سے تعلق قائم کرتا ہے۔ مخلوق سے کٹ کر حق تعالیٰ سے وصال اختیار کرتا ہے۔ تصوف حق تعالیٰ کے سامنے جھکنے کا نام ہے۔

ارشاد خداوندی ہے:

﴿وَاصْطَنَعْتُكَ لِنَفْسِي﴾[6]

ترجمہ: اور میں نے تجھے خاص اپنے لیے بنایا۔

تصوف کا تعلق اصلاً انسان کے داخل سے ہے۔ نہ کہ خارج سے۔ اس کا مقصد صبر، توکل اور اخلاص جیسے فضائل، خوف، خشیت اور محبت جیسی کیفیات، دنیا سے بے نیازی، خاموشی اور خلوت نشینی جیسے رجحانات فقر وفاقی عبادت، شب بیداری اور ذکر و فکر جیسے اعمال پیدا کرنا ہے۔ تاکہ روح میں مطلوبہ صفات پیدا ہو سکیں۔

ابو الحسن علی ندوی لکھتے ہیں کہ:

"تصوف فقہ باطن، تزکیہ نفس اور سلوک واحسان کا نام ہے۔"[7]

امام قشیریؒ فرماتے ہیں کہ:

رسول اللہ ﷺ سے جب حضرت جبرائیلؑ نے احسان کے بارے میں پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا((ان تعبد اللہ کانک تراہ))[8] اسی تزکیہ کو "تصوف" سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ گویا تزکیہ کا دوسرا نام "تصوف" ہے۔ اور جن لوگوں کو یہ اعزاز ملتا ہے انہیں صوفی کہا جاتا ہے۔[9]

تصوف کا لفظ اسلام کے ابتدائی دور میں ہی مشہور ہو گیا تھا۔ صحابہ اکرام رضی اللہ عنہم کی محبت میں رہنے والوں کو "تابعین" اور ان کے بعد والوں کو "تبع تابعین" کہا جاتا تھا۔ اس کے بعد لوگوں میں اختلاف پیدا ہوا اور جدا جدا مراتب ہو گئے۔ چنانچہ دینی امور سے لگاؤ رکھنے والوں کو "زاہد" اور "عابد" کہنے لگے۔ پھر بدعات رونما ہوئیں اور ہر فرقہ دعویٰ کرنے لگا کہ اس میں زاہد ہیں۔ چنانچہ اہل سنت کے ان خاص لوگوں نے جنہوں نے اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے لیے وقف کر دیا۔ اپنے لیے الگ "تصوف" کا نام رکھ لیا۔

OPEN ACCESS
CC BY

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی لکھتے ہیں کہ:

"تصوف خود عہد رسالت اور صحابہ کرام ؓ کے زمانے میں موجود تھا۔ گو اس وقت نہ تو اس کا یہ نام تھا اور نہ اس کی یہ شکل تھی۔ جو چند صدیوں بعد مرتب ہوئی۔"[10]

عاطف محتشم خاں لکھتے ہیں کہ:

"لوگوں نے اپنے مشاہدے کے ذریعے جو باطنی علوم حاصل کیے۔ انہوں نے علوم جدیدہ کے لیے ایسی اصلاحات وضع کیں۔ جو ان کے خیالات کی ترجمانی کر سکیں اور ان کے وجدان اور باطنی کیفیات کو ظاہر کر سکیں۔ انہیں اصطلاحات اور انہیں علوم جدیدہ کو تعلیمات تصوف یا تصوف کہا جانے لگا۔ پھر یہ سلسلہ جاری و ساری ہو گیا۔ یہاں تک کہ زمانہ بعد میں اس نے ایک باقاعدہ علم رسوم کی شکل اختیار کر لی۔ اور اس وقت سے یہ لفظ "صوفی" بھی ان میں رائج ہو گیا اور یہ حضرات خود بھی انہیں نام سے موسوم ہو گئے۔"[11]

اور امام قشیریؒ لکھتے ہیں کہ:

(التصوف ھو الدخول فی کل خلق سنی والخروج من کل خلق دنی)[12]

ترجمہ: تصوف ہر عمدہ خلق کو اپنانا اور برے خلق سے نکل جانے کو کہتے ہیں۔

علامہ اقبالؒ تصوف کو دین کی حقیقت تک رسائی کا ذریعہ سمجھتے ہیں۔

"پس طریقت چیست اے والا صفات   شریعت را دیدن در اعمال حیات"[13]

تصوف کا طریقہ اسلاف میں جیسا کہ اسلام سے پہلے قبل مسیح میں بھی اس کے نقوش موجود تھے۔ جیسا کہ اصحاب کہف والے۔ تصوف حادثہ علوم شرعیہ میں محسوب ہے۔ تصوف کا باب ہر عہد میں میں محاسبہ نفس کی غرض سے متحرک نظر آتا ہے۔ تاریخی اعتبار سے کوئی چیز پسند نہیں رکھتی۔ مثلاً پانی کا وجود تخلیق کائنات سے منسلک ہے۔ مگر اس میں موجود امیزہ (H_2O) ہائیڈروجن (H_2) اور آکسیجن (O_2) کا شعور بعد میں پیدا ہوا۔ آکسیجن پانی میں نصف حصہ پائی گئی۔ مگر دونوں اجزاء شروع ہی میں موجود تھے۔ بعد میں ان کو ایک عملی شکل دے دی گئی۔ لہذا تاریخی حوالہ سے تصوف کے آثار ہر مذہب میں موجود رہے ہیں۔ مگر اس کی ظاہری تشکیل کسی بھی مذہب کے بانی سے نہیں ملتی۔ مگر محسوسات ملتے ہیں۔

"تصوف ایک طریقہ ہے جس کے ذریعے اسلام کے قواعد، ضوابط اس کے محاسن (جماعت) گروہ یا ایک اسلامی معاشرتی نظام کے تحت سمجھائے جاتے ہیں۔"[14]

OPEN ACCESS

CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 4 Issue 2 (July-December, 2024)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: November 22, 2024

اسالیب جیسا کہ تزکیہ نفس، قرب الٰہی، احسان، فقر وفاقہ اور احیائے سنت جیسے اطوار پہلے دور یعنی صحابہ کرام رضی اللہ عنہ تابعین میں جھلکتے نظر آتے ہیں۔ اور یہ عہد اسلامی تصوف کی بنیاد کے علاوہ پہلے دور کی شناخت ہے۔

تصوف اور صوفی کی اس جامع تعریف سے بات واضح ہوگئی کہ عمدہ اخلاق کو اپنانا اور برے اخلاق سے دور رہنا۔ نیز اللہ تعالیٰ کو ہر چیز پر ترجیح دینا "تصوف" ہے اور ان صفات کے حاملین صوفی کہلاتے ہیں۔ اور اس تصوف کے لیے طریقت کا لفظ بھی استعمال ہوتا ہے۔ جس کی بنیاد شریعت ہے۔

پیغمبروںؑ کے بعد انتہائی عالم اور روحانی شخصیات نے ان راستوں تک پہچانے کی کوشش کی۔ جو پیغبروںؑ نے حقیقت وجود تک پہنچنے کے لیے تعلیم کرتے تھے۔ چونکہ انہوں نے اپنے اپنے معاشرے کے مطابق یہ تعلیمات مختلف انداز میں پیش کیں تھیں۔ جس کے نتیجہ میں مختلف گروہ وجود میں آگئے۔ لیکن تمام تعلیمات کا مقصد ذات الٰہی رہی ہے۔ تصوف ہر دورے میں ادیان کے درمیان ایک پل کا درجہ قرار پایا۔ جبکہ اسلام میں تصوف ایک باقاعدہ شکل اختیار کر گیا جو کہ تصوف اسلام سے معروف ہوا۔

تصوف کی اقسام:

اخذ وافتراع اور نقد واصلاح کا دوطرفہ عمل تصوف کی سنت جاریہ ہے۔ اس کے نتیجے میں یہ ممکن کہ تصوف کی کوئی ایک قسم ہو۔ مختلف اقسام ہیں۔ کوئی قرآن و سنت کے قریب، کوئی دور۔ اور پھر قریب و دوری کے درجات بھی مختلف ہیں کوئی لائق ستائش ہے کوئی قابل رد اور کوئی طالب اصلاح۔ لیکن مجموعی طور پر تصوف کی دو اقسام ہیں۔

i. اسلامی تصوف
ii. غیر اسلامی تصوف

> "اسلامی تصوف جو قرآن و حدیث اور آثار صحابہ کرام رضی اللہ عنہ سے ماخوذ ہے اور دوسرا غیر اسلامی تصوف اس کو اس بوتل سے تعبیر دے سکتے ہیں جس کے لیبل پر شربت گلاب لکھا ہو۔ مگر اندر عرق بھنگ وافیون بھرا ہوا ہے۔[15]

اگر اسلامی تصوف کا وجود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد سے مس کرتا ہو تو اس کی شرعی حیثیت سالم ہے اگر اس میں وہ احکامات دخیل کریں۔ جن کا وجود قرآن وحدیث میں نہیں تو ایسا تصوف بدعت کا وجود اختیار کر جاتا ہے۔ کیونکہ اسلام میں تاریخی وشرعی لحاظ سے کہیں تصوف کا لفظی وجود نہیں۔ ہاں البتہ اسلام کے لیے تصوف ہو سکتا ہے۔ بشرطیکہ اسلامی تصوف کا تمام تر طریق حیات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا عکس ہو۔ یا نقش ہو۔ جبکہ غیر اسلامی

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 4 Issue 2 (July-December, 2024)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: November 22, 2024

تصوف نے اسلام کو بدعات اور شرک کے علاوہ غلو و تنقیص سے متعارف کرایا۔ یہی وہ مرض تھی جس سے غلط فقہ و تقلید بے جا کا وجود منظر عام پر آیا۔

اسلامی تصوف اور غیر اسلامی تصوف کی مزید اقسام ہیں۔

غیر اسلامی تصوف:

i. ہندی تصوف
ii. یونانی تصوف
iii. یہودی تصوف
iv. عیسائی تصوف
v. کنفیوسش تصوف

اسلامی تصوف:

اس کی مزید دو اقسام ہیں:

i. سنی تصوف
ii. فلسفی تصوف

"سنی تصوف کا تعلق حضرت امام غزالیؒ (508ھ) سے ہے جو کہ اسلام کی روح ہے اور یہ دینی نوعیت کا ہے۔ جبکہ فلسفی تصوف کا تعلق ابن عربیؒ (638ھ) سے ہے۔ اور یہ تصوف ایک حد تک در آمد شدہ چیز ہے۔ یہ بھی سچا اور حقیقی ہے۔"[16]

تصوف کو صوفیوں کے اعمال پر قیاس مت کیا جائے۔ بلکہ اسلامی تصوف کے روح رواں پیشواؤں کی تصانیف شرعیہ کا مطالعہ کیا جائے تاکہ معلوم ہو سکے کہ حقیقی تصوف ہمیں کیا تعلیم دیتا ہے۔

تصوف اور فلسفہ:

تصوف ایک فلسفہ بھی ہے جو مختلف مذاہب میں موجود ہے۔ اس فلسفے میں اسلام کی بھی کچھ چیزیں ہیں۔ لیکن باقی مذاہب کے تصوف اور اسلامی تصوف میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔

CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 4 Issue 2 (July-December, 2024)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: November 22, 2024

فلسفہ وہ علم "جس کے ذریعے قدرت کو سمجھنے اور کائنات کے ساتھ انسانی تعلق کی تہہ تک پہنچنے کی کوشش کی جاتی ہے۔اس کے علاوہ فلسفہ علوم عقلی، علم وحکمت اور علم موجودات کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے"۔[17]

فلسفہ کا کام یہ ہے کہ ان صور شعور پر اس نظر سے غور وخوض کرے کہ ان کے حدود متعین کیے جائیں۔تصادم اور توارد کو رفع کیا جائے۔اس میں جو غلطی واقع ہوئی ہے۔اس کا تجسس کیا جائے نیز فلسفہ کا کام یہ بھی ہے کہ ان معانی کا تعین کرے۔جن میں وہ صور شعور صحیح ہیں۔ لہٰذا "وحدت اصل عالم" اسی قسم کا ایک مسئلہ ہے۔جس کے بارے میں شعور نظری اور شعور مذہبی باہم دگر متصادم نظر آتے ہیں۔اس لحاظ سے اگر دیکھا جائے تو تصوف کا فلسفہ سے بھی گہرا تعلق ہے۔

قرآنی توحید اور توحید وجودی وشہودی:

قرآنی توحید کا تعلق توحید وجودی وشہودی سے نہیں ہے۔لیکن اس نظریہ کی بنیاد پر یونانی فلسفہ اور علم الکلام (متکلمین) نے اللہ تعالیٰ کی صفات میں مختلف اقسام کے ابہام وشکوک پیدا کیے تو پھر ان نظریات یعنی کہ وحدت الوجود اور وحدت الشہود کی ضرورت پیش آئی تاکہ قرآنی توحید کی وضاحت ہو سکے کہ اصل میں اللہ تعالیٰ کی ذات ہی خالق ومالک ہے۔وہ واحد ذات ہے۔اس کا کوئی ثانی نہیں ہے۔قرآنی توحید ہمیں بتاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات ہی واحد ہے۔جس نے کسی کو نہ جنا اور نہ اسے کسی نے جنا، نہ اس کی کوئی ضد ہے اور نہ مثال اور نہ تشبیہ۔یہ سب بغیر تشبیہ، تکثیف اور بغیر تصویر وتمثیل کے ہے۔جس ذات کو ہم ایک قرار دے رہے ہیں کمال احادیث کے ہوتے ہوئے اس کی وحدانیت کی تحقیق کی وجہ سے اسے یکتا سمجھنا توحید ہے۔اللہ تعالیٰ ایک ہے یہ توحید ہے۔نیز یہ جاننا کہ کوئی چیز ایک ہے یہ بھی توحید ہے۔چنانچہ عربی کا محاورہ "وحدت" اس وقت بولا جاتا ہے جب ہم کسی کو وحدانیت کی صفت کے ساتھ موصوف کرتے ہیں۔لہٰذا نفس کلیہ اور ذات باری دوسرے لفظوں میں مُبدِع اور مُبدَع میں بے شک ایک طرح کی وحدت پائی جاتی ہے مگر وہ وحدت حقیقی نہیں۔

نظریہ وحدت الوجود ایک غیر اسلامی نظریہ:

ابن عربیؒ کا نظریہ وحدت الوجود ایک اسلامی نظریہ تھا۔لیکن اس نظریہ کی علمائے سوء، صوفیاء خام اور ہندوؤں جوگیوں نے غلط تعبیر و تشریح کر کے تصوف کے میدان میں ہل چل مچادی۔جس سے آواگون، حلول اور تناسخ جیسے نظریات نے جنم لیا۔اس وقت یہ غیر اسلامی نظریہ بن گیا۔جس کے رد میں حضرت مجدد الف ثانیؒ نے نظریہ وحدت الشہود پیش کیا۔

نظریہ وحدت الشہود:

نظریہ وحدت الشہود اسلامی نظریہ وحدت الوجود کی ترجمانی کرتا ہے۔کیونکہ نظریہ وحدت الشہود کی بنیاد نظریہ وحدت الوجود ہی تھا۔ جس کو آپؒ نے اسلامی تعلیمات کی روشنی میں پیش کیا۔

CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 4 Issue 2 (July-December, 2024)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: November 22, 2024

اصطلاحات:

کشف:

اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ ایک طے شدہ امر ہے کہ انسان کا نفس ناطقہ اپنی فطری خصوصیات کی وجہ سے ریاضتوں اور مجاہدوں کے بعد جب منازل سلوک طے کر کے اس مرتبے پر پہنچتا ہے۔ جہاں کہ امور غیب اس کے سامنے منکشف ہو جاتے ہیں۔ تو اس حالت میں جو بھی وہ دعا کرتا ہے، قبول ہوتی ہے۔ جس طرح ہم "عالم آفاق" میں اس کو بر سر کار دیکھتے ہیں۔

کشف کے لغوی معنی:

"کھولنا، ظاہر کرنا، پردہ اٹھانا، غیب کی باتوں کا اظہار، انکشاف، الہام، القا۔"[18]

اصطلاح تصوف میں وہ قلبی کیفیت جس کے ذریعے پوشیدہ امور کا علم ہو جاتا ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ لکھتے ہیں کہ:

"ان خوارق میں سے ایک چیز مستقبل کے واقعات کو جاننا ہے۔ انسان مستقبل کے واقعات کو کئی طرح سے جان سکتا ہے۔ کبھی تو وہ ہونے والے واقعات کو خواب میں اپنی آنکھوں کے سامنے متشکل دیکھ لیتا ہے۔ چنانچہ وہ اس کی تعبیر یا تاویل کر کے اصل حقیقت سے آگاہ ہو جاتا ہے اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ آدمی جاگ رہا ہے اور یکبارگی کوئی واقعہ اس کے سامنے صورت پذیر ہو جاتا ہے اور پھر فوراً ہی یہ صورت سامنے سے غائب ہو جاتی ہے اور کبھی یوں ہوتا ہے کہ وہ نیند اور بیداری کے درمیانی لمحات میں ہونے والے واقعہ کی شکل دیکھتا ہے۔"[19]

حضرت مجدد الف ثانیؒ صاحب کشف و کرامت تھے اور آپؒ سے بے شمار کرامات کا ظہور ہوا ہے۔ آپؒ نے اپنے مکتوبات میں ان کا ذکر کیا ہے اولیاء اللہ متقدم ہوں یا متاخر ان سے ہر وقت خوارق کا ظہور ہوتا ہے۔ خواہ مخالف اس بات کو جانیں یا نہ جانیں۔ آپؒ خوارق کی دو قسمیں بیان کرتے ہیں:

"اول وہ علوم جو اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات سے متعلق ہیں اور عقل کے حیطہ اقتدار سے پرے ہیں۔ حق تعالیٰ اپنے خاص بندوں کو ان سے ممتاز کرتا ہے۔ دوسری قسم مخلوقات کی صورتوں کا کشف ہونا اور پوشیدہ چیزوں سے مطلع ہونا اور ان سے معاملات کی خبر دینا۔ جو اس کے عالم کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں۔ پہلی قسم اہل حق اور اہل عرفت کے ساتھ مخصوص ہے اور دوسری قسم

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 4 Issue 2 (July-December, 2024)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
November 22, 2024

جھوٹے اور سچے دونوں کی حاصل ہے۔ استدراج والوں کو بھی اس سے کافی حصہ حاصل ہوتا ہے۔"[20]

اور دوسرے مکتوب میں لکھتے ہیں کہ:

"ایسا بھی ہوتا ہے کہ صوفی کو کوئی کشف ہوتا ہے اس میں کسی غیبی حقیقت کا مشاہدہ کرنا ہے۔ اور اس کو اس کے ظاہری مفہوم میں لے جاکر اس پر حکم لگا دیتا ہے۔ جس سے غلطی واقع ہو جاتی ہے۔ وہ یہ نہیں سمجھ پاتا کہ ظاہری مفہوم مراد نہیں ہیں۔ بلکہ اس کی تاویل مراد ہے یہ کشف میں غلطی کا دوسرا سبب ہے۔ مختصر یہ کہ جو چیز قطعی ہے اور اعتماد کے لائق ہے۔ وہ قرآن و سنت ہے جو وحی قطعی سے ثابت ہے اور فرشتہ کے ذریعے ارسال کیا گیا ہے۔ علماء کا اجماع اور مجتہدین کا اجتہاد انہیں دو اصل کی طرف راجع ہے۔ ان چار اصول شرعیہ کے علاوہ جو کچھ بھی ہے اس میں سے صرف وہی قابل قبول ہو سکتا ہے۔ جو ان کے مطابق ہو۔ جو ان کے مطابق نہ ہو وہ رد کیے جانے کے قابل ہے۔ صوفیاء کے علوم و معارف ہوں یا ان کے الہام و کشف –و جدو حال اگر شریعت کی کسوٹی پر پورے نہ اتریں تو ہم ان کو ایک جو کے عوض بھی نہیں خریدیں گے اور اگر کشوف و الہامات شریعت کے مطابق نہ ہوں تو وہ ایک ڈھیلے کے برابر بھی نہیں سمجھے جائیں گے۔"[21]

ان اقتباسات کی روشنی میں حضرت مجدد الف ثانیؒ کا نظریہ کشف الشہود بھی واضح ہو جاتا ہے اور کشف والہام کی حقیقت بھی روشن ہے۔

اور امام قشیریؒ لکھتے ہیں کہ:

"من راقب اللہ فی خواطرہ عصمہ اللہ فی جوارحہ"[22]

ترجمہ: جو شخص اپنے قلبی خیالات میں اللہ کو دیکھتا ہے اللہ اس کے اعضاء گناہ سے بچاتا ہے۔

اکثر اہل حق جب کشف صور کی طرف معمولی سی توجہ دیتے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ کے قرب کی فراست کی بدولت فوراً ایسے امور معلوم کر لیتے ہیں۔ جن کے ادراک پر دوسرے گروہ کے افراد مطلق قدرت نہیں رکھتے۔ لیکن جو اہل صفا مقصود اصلی سے بے بہرہ ہو کر خلق کے ساتھ متعین ہیں۔ ان کی فراست حق تعالیٰ کے قرب کے ساتھ کچھ تعلق نہیں رکھتی۔ اس سے مسلمان، نصاریٰ، یہود اور باقی گروہ شامل ہیں۔ کیونکہ یہ فراست و کرامت اللہ تعالیٰ کے ہاں کوئی شرف نہیں رکھتی اس لیے اہل معرفت کے ساتھ مخصوص نہیں کیا ہے۔

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 4 Issue 2 (July-December, 2024)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: November 22, 2024

ذوق:

ذوق عشق، شوق اور خوشی کے معنوں میں آتا ہے۔ ذوق یہ ہے کہ انتڑیاں جلیں، دل شعلہ زن ہو اور جگر ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے ذوق وشوق سے اعلیٰ چیز محبت ہے۔ کیونکہ ذوق وشوق اسی سے پیدا ہوتا ہے۔ اس کی مزید تفصیل عشق کے زمرے میں کر دی گئی ہے۔

کشف وذوق کا تعلق تصوف سے ہے۔ لیکن اسلام میں اس کا ذکر نہیں ہے۔ کشف، ذوق اور وجدان دلائل وبراہین سے دور ہیں۔ ان کا علم، تفکر اور تدبر سے کوئی تعلق نہیں۔ قرآنی علم فکر اور عقل کی بات کرتا ہے جبکہ تصوف اور کشف علم وفکر کی ضد ہیں۔ کیونکہ خرق قانون قدرت کا خلاف انوکھی بات یا ولی کی کرامت کو کہتے ہیں۔ اگر وہ اسلام کی تعلیمات پر پورا اتر رہی ہے تو ٹھیک ہے ورنہ رد کیے جانے کے قابل ہے۔

محبت:

اللہ کی بندے سے محبت اس پر خاص انعام کا ارادہ کرنا ہے۔ جس طرح اس کی رحمت سے مراد انعام کا ارادہ کرنا ہے۔ پس رحمت ارادہ سے خاص ہے اور محبت رحمت سے خاص ہے۔ لہذا اللہ تعالی کا یہ ارادہ کہ وہ بندے کو ثواب اور انعام عطا کرے، رحمت کہلاتا ہے اور اس کا یہ ارادہ کہ بندے کو اپنا قرب خاص عطا کرے اور بلند احوال سے بہرہ ور کرے، محبت کہلاتا ہے۔

محبت کی تعریف:

"علماء کی اصطلاح میں محبت "ارادے" کا نام ہے۔ لیکن صوفیاء کے نزدیک محبت سے مراد ارادہ مراد نہیں ہے کیونکہ ارادے کا تعلق قدیم ذات سے نہیں ہو سکتا۔ البتہ یہ کہ اس سے اللہ کا قرب اور اس کی تعظیم مراد لی جائے۔"[23]

محبت قرآن کی روشنی میں:

﴿قل اِنۡ کُنۡتُمۡ تُحِبُّوۡنَ اللّٰہَ۔۔۔۔۔۔ یحببکم اللّٰہ﴾[24]

ترجمہ: اے محبوب ﷺ ان کو فرما دیں۔ اگر آپ اللہ سے محبت کرنا چاہتے ہیں تو میری پیروی کرو۔ اللہ تم سے محبت کرے گا۔

ارشاد خداوندی ہے:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا مَنۡ يَّرۡتَدَّ مِنۡكُمۡ عَنۡ دِيۡنِهٖ فَسَوۡفَ يَاۡتِى اللّٰهُ بِقَوۡمٍ يُّحِبُّهُمۡ وَيُحِبُّوۡنَهٗۤ[25]

ترجمہ: اے ایمان والو! تم میں جو کوئی اپنے دین سے پھرے گا تو عنقریب اللہ ایسے لوگ لائے گا کہ وہ اللہ کے پیارے اور اللہ ان کا پیارا۔

OPEN ACCESS
CC BY

ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: November 22, 2024

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((من احب لقاء اللہ احب اللہ لقاءہ ومن لم یحب لقاء اللہ لم یحب اللہ لقاءہ))[26]

ترجمہ: جو شخص اللہ سے ملاقات کو پسند کرتا ہے اللہ اس سے ملاقات کو پسند کرتا ہے اور جو شخص اللہ سے ملاقات کو پسند نہیں کرتا اللہ اس کی ملاقات کو پسند نہیں کرتا۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبریلؑ سے نقل کیا وہ اپنے رب سبحانہ وتعالیٰ سے نقل کرتے ہیں۔ اللہ فرماتا ہے:

((من اھان لی ولیا فقد بارزنی بالمحلوبۃ وماترددت فی شیء کترددی فی قبض نفس عبدی المومن یکرہ الموت واکرہ مسائتہ ولابد منہ وما تقرب الی عبدی بشیء احب الی من اداء ما افترضت علیہ ولا یزال عبدی یتقرب الی بالنوافل حتی احبہ ومن احببتہ کنت لہ سمعا وبسرا ویدا وموید ا))[27]

ترجمہ: جو شخص میرے کسی ولی کی توہین کرتا ہے وہ مجھ سے اعلان جنگ کرتا ہے اور مجھے اتنا تردد کسی کام میں نہیں ہوتا جتنا تردد مجھے کسی مومن بندے کی روح قبض کرنے میں ہوتا ہے جو موت کو پسند نہیں کرتا اور مجھے اس کی پریشانی پسند نہیں لیکن موت کے سوا کوئی چارہ نہیں اور میرا کوئی بندہ میرے نزدیک فرائض کی ادائیگی سے زیادہ محبوب چیز میرے پاس نہیں لاتا اور میرا بندہ نوافل کے ذریعے میرا قرب حاصل کرتا ہے حتیٰ کہ میں اس سے محبت کرتا ہوں اور میں جس سے محبت کرتا ہوں اس کے کان، آنکھ، ہاتھ اور مدد کرنے والا بن جاتا ہوں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اذا احب اللہ عزوجل العبد قال الجبریل یاجبریل انی احب فلانا فاحبہ فیحبہ جیریل ثم ینادی جبریل فی احل السماء ان اللہ تعالیٰ قد احب فلانا فاحبوہ فیحبہ اھل السماء ثم یضع لہ القبول فی الارض واذا ابغض اللہ العبد قال مالک لا احسبہ الا قال فی البغض مثل ذلک))[28]

ترجمہ: جب اللہ کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو حضرت جبریلؑ سے فرماتا ہے اے جبریل! میں فلاں بندے سے محبت کرتا ہوں تم بھی اس سے محبت کرو پس حضرت جبریلؑ بھی اس سے محبت کرتے ہیں۔ پھر حضرت جبریلؑ آسمان والوں میں اعلان کرتے ہیں کہ بے شک اللہ فلاں شخص سے

CC BY

محبت کرتا ہے تم بھی اس سے محبت کرو پس اہل آسمان بھی اس سے محبت کرتے ہیں پھر اس کے لیے زمین میں قبولیت رکھ دی جاتی ہے۔ اور اللہ جب کسی بندے سے ناراض ہوتا ہے۔ حضرت امام مالک فرماتے ہیں "میرا خیال ہے ناراضگی کے بارے میں بھی اسی طرح کی بات فرمائی۔"

پھر ارشاد ہوتا ہے کہ:

((المرء مع من احب))[29]

ترجمہ: آدمی اس کے ساتھ ہوتا ہے جس سے محبت کرتا ہے۔

محبت ایک شریف حالت ہے اللہ نے جس کی گواہی بندے کے لیے دی اور یہ بات بھی بتائی کہ وہ بندے سے محبت کرتا ہے، پس اللہ کا یہ وصف ہے کہ وہ بندے سے محبت کرتا ہے اور بندے کا وصف یہ ہے کہ وہ اللہ سے محبت کرتا ہے۔

عشق:

قرآن مجید میں لفظ عشق نہیں آیا ہے۔ اس لیے یہ ایک غیر قرآنی لفظ ہے۔ عشق کے معنی شوق اور خواہش کے ہیں۔ محبوب کی ملاقات کے لیے دلوں کے جوش کا نام عشق (شوق) ہے۔ جس قدر محبت ہوگی اسی قدر عشق (شوق) ہوگا۔ محب جب اپنے محبوب سے ملاقات کرتا ہے اس وقت اس کا رونا خوشی اور سخت عشق (شوق) کی وجہ سے پیدا ہونے والے وجد کی وجہ سے ہوتا ہے۔ حضرت شعیبؑ اللہ کے عشق میں اتنا روئے کہ ان کی بینائی جاتی رہی۔

امام قشیریؒ لکھتے ہیں کہ:

"مایرجع الطرف عنہ عبدالیہ حتی یعود الیہ الطرف متانا"[30]

ترجمہ: محبوب کے دیدار کے وقت اس سے نگاہ ہٹتی نہیں۔ کہ زیادہ اس کو دیکھنے کا شوق پیدا ہو۔

عشق ایک شعلہ ہے۔ جو جدائی کی وجہ سے انتڑیوں کے درمیان پیدا ہوتا ہے۔ جب ملاقات ہوتی ہے تو وہ بجھ جاتا ہے اور باطن پر مشاہدہ محبوب غالب آتا ہے تو پھر باطن میں شوق داخل نہیں ہوتا۔

ارشاد خداوندی ہے کہ:

﴿عَجِلْتُ اِلَیْکَ رَبِّ لِتَرْضٰی﴾[31]

ترجمہ: اے میرے رب تیری طرف میں جلدی کر کے حاضر ہوا کہ تو راضی ہو۔

CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 4 Issue 2 (July-December, 2024)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: November 22, 2024

تیری طرف آنے میں شوق کی وجہ سے جلدی کی لیکن "لِترَضٰی" کا لفظ لا کر اس پر پردہ ڈال دیا۔ عشق (شوق) علامات میں سے یہ بھی ہے کہ تو عافیت کے باوجود موت کی تمنا کرے۔ جس طرح حضرت یوسفؑ کو جب کنویں میں ڈالا گیا تو انہوں نے موت کی تمنا نہیں کی اور جب ان کے پاس ان کے والدین آئے اور ان کے بھائی سجدے میں گر گئے اور ان کے لیے بادشاہی اور نعمتیں مکمل ہو گئیں تو انہوں نے عرض کیا کہ:

"تَوَفَّنِی مُسلِمًا"[32]

ترجمہ: مجھے مسلمان اٹھا۔

اس سلسلہ میں یہ بات قابل توجہ ہے کہ ہمیں مکمل ترین خوشی حاصل ہے۔ لیکن اسی خوشی کی تکمیل صرف تم سے ہو گی۔

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ:

((اسالک الشوق الی لقائک))[33]

ترجمہ: میں تجھ سے تیری طرف شوق کا سوال کرتا ہوں۔

جنت بھی کچھ آدمیوں کا شوق رکھتی ہے۔ جیسا کہ حدیث مبارک میں ہے کہ:

((اشاقت الجنۃ الی ثلاثۃ علی المرتضیٰ و عمار و سلمان))[34]

ترجمہ: "جنت تین گروہوں کی مشتاق ہے ۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ، حضرت عمار رضی اللہ عنہ اور حضرت سلمان رضی اللہ عنہ۔"

شوق عارف کے لیے ایک جلیل القدر مقام ہے۔ بشرط کہ وہ اس میں راسخ ہو اور جب وہ شوق میں راسخ ہو جاتا ہے تو اس وقت وہ ان تمام چیزوں سے غافل ہو جاتا ہے۔ جو اسے اپنے محبوب سے بنائے رکھیں۔ عاشق لوگ موت کی حلاوت (مٹھاس) کے گھونٹ بھرتے ہیں۔ جب موت آتی ہے کیونکہ یہ بات ان کے لیے ظاہر کر دی گئی ہے کہ محبوب کے وصل کی خوشی شہد سے زیادہ میٹھی ہوتی ہے۔

CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 4 Issue 2 (July-December, 2024)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: November 22, 2024

حوالہ جات وحواشی

1. فیروزالدین،مولوی"فیروزاللغات"لاہور،فیروزسنز،س۔ن،ص390
2. سورۃالنحل80:16
3. بخاری، محمد بن اسماعیل، ابو عبداللہ "الجامع الصحیح البخاری" الریاض، دارالسلام للنشتر التوزیع الثانیہ، 1999ء(کتاب اللباس)، رقم الحدیث459
4. قزوینی،ابوعبداللہ، محمدبن ماجہ "سنن ابن ماجہ "لاہور،شبیربرادرز،2013ء،(کتاب اللباس)،رقم الحدیث459
5. قشیری، مسلم بن الحجاج،بن امام مالک" صحیح مسلم"لاہور،مشتاق بک کارنر،1955ء(باب الاسراءرسول اللہ ﷺ الی السموٰت وفرض الصلوات)،رقم الحدیث421
6. سورۃطٰہ41:21
7. ندوی،ابوالحسن علی"تزکیہ واحسان"طبع لکھنؤ،1979،ص14
8. صحیح بخاری(کتاب الایمان)،رقم الحدیث48
9. قشیری،ابوالقاسم،عبدالکریم بن ہوازن"الرسالۃالقشیریہ"بیروت،ادارہ احیاءوتراث العربی،1419ھ،ص31-32
10. دہلوی،شاہ ولی اللہ،"ہمعات"(مترجم پروفیسر محمد سرور)،لاہور،سندھ ساگراکادمی،2017ءص31
11. عاطف، محتشم خاں،"تصوف تاریخ کی روشنی میں"لاہور، فکشن ہاؤس،2020ء،ص86
12. الرسالۃقشیریہ،ص32
13. محمداقبال،ڈاکٹر،"کلیات اقبال"(فارسی)،لاہور،شیخ غلام علی اینڈسنز،1985ء،ص827
14. تصوف تاریخ کی روشنی میں،ص88
15. ایضاً،ص86
16. محمدعبدالخالق،ڈاکٹر"تصوف اورشریعت"(مترجم محمدمشتاق تجاروی)،لاہور،تصوف فاؤنڈیشن،2011ء،ص143-144
17. فیروزاللغات،ص994
18. ایضاً،ص 1073
19. ہمعات، ص 195
20. مکتوبات امام ربانی، دفتر اول، مکتوب 293
21. ایضاً، مکتوب 217

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 4 Issue 2 (July-December, 2024)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: November 22, 2024

22. الرسالۃ قشیریہ، ص353
23. ایضاً، ص 546
24. سورۃ آل عمران 31:3
25. سورۃ المائدہ 54:5
26. صحیح البخاری، (کتاب الرقاق) رقم الحدیث 6508
27. ایضاً، ، رقم الحدیث 6502
28. ایضاً، (کتاب بدا الخلق)، رقم الحدیث 3209
29. ایضاً، (کتاب الادب)، رقم الحدیث 6168
30. الرسالۃ قشیریہ، ص562
31. سورۃ طٰہ 84:20
32. سورۃ ال یوسف 101:12
33. نسائی، ابوعبدالرحمان، احمد بن شعیب، بن علی، بن سنان "سنن نسائی شریف"، لاہور، مکتبہ محمدیہ، 2021ء، (کتاب السھو)، رقم الحدیث 1304
34. ترمذی، ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ، امام "جامع ترمذی" لاہور، اسلامی کتب خانہ، س۔ن (کتاب المناقب) رقم الحدیث 3797

CC BY